رجسٹرڈ ایل ۴۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

محرم الحرام سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۱۶ | دارالامان حضرت قادیان ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان
سلمہ اللہ الرحمن

اکثر لوگوں کے خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے ہم سے یہ سوال کیا اور ہم اس کا جواب نہ دے سکے ایسی حالت میں انسان کچھ مذبذب اور کمزور ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو آئے دن وساوس میں پڑنا ناقص معرفت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ معرفت اور بصیرت تو ایسی شے ہے کہ انسان فرشتوں سے مصافحہ کر لیتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ معرفت جیسی کوئی طاقت نہیں ہے پرندے کہاں تک اڑ کر جاتے ہیں لیکن معرفت والا انسان ان سے بھی آگے نکل جاتا ہے اور بہت دور پہونچ جاتا ہے۔ پس اصل مدعا یہی ہے کہ ہمیں وہ یقین حاصل کرنا چاہیئے جو اطمینان کے درجہ پر پہونچا دیتا ہے

بدون اس کے انسان بالکل ادھورا اور ناقص ہے اور اس کی ترقی کے دروازے بند ہیں۔

ہماری جماعت کے لیئے یہ امر ضروری پڑا ہوا ہے کہ وہ اپنی وقتوں میں کچھ وقت نکال کر آئیں اور یہاں صحبت میں رہ کر اس غفلت کی تلافی کریں جو غیبت کے زمانہ میں پیدا ہوئی ہے اور ان شبہات کو دور کریں جو اس غفلت کا باعث ہوئے ہیں ان کا حق ہے کہ وہ انکو پیش کریں اور ان کا جواب ہم سے سنیں۔

بھلا اگر کمزور بچہ جو ابھی دودھ پیتا اور ماں کی کنار عاطفت کا محتاج ہے اس سے الگ کر دیا جائے تو تم امید کر سکتے ہو کہ وہ بچ رہیگا کبھی نہیں اسی طرح بلوغ سے پیشتر کے کمال اور معرفت کا حال ہے انسان کمزور بچہ کی طرح ہوتا ہے مامور من اللہ کی صحبت اس کے لئے ضروری ہوتی ہے اگر وہ اس سے الگ ہو جائے تو اس کی ہلاکت کا

اندیشہ ہوتا ہے۔ درحقیقت یہ ایک بہت ہی ضروری امر ہے اگر خدا تعالیٰ کسیکو توفیق دے اور وہ اس کو سمجھ لے کہ بار بار آنے کی کس قدر ضرورت ہے اس سے یہی ہوگا کہ وہ اپنے نفس کے لیئے فائدہ پہونچا سکے گا۔ بلکہ بہتوں کو فائدہ پہونچا سکے گا۔ کیونکہ جب تک خود ایک معرفت اور بصیرت پیدا نہ ہو وہ دوسروں کو کیا راہ بتلائے گا۔ یہی وجہ ہوتی ہے کہ بعض شریر الطبع لوگ ایسے آدمیوں کو جنکو بار بار آنیکی عادت نہیں کوئی سوال کرتے ہیں چونکہ انھوں نے جوابات سنے ہوئے نہیں ہوتے اور ساکت ہو کر نہ خود خفت اٹھاتے ہیں بلکہ دوسروں کے لیئے بھی جو دیکھنے سننے والے ہوتے ہیں ٹھوکر کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس خفت اور سکوت سے ایمان پر ایک زد پڑتی ہے اور اس میں کمزوری شروع ہوتی ہے کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان مغلوب ہو جاتا ہے

تو وہ غالب کے اثر سے بھی متاثر ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات اس کے دل کو وہ اثر سیاہ کر دیتا ہے اور پھر قاعدہ کے موافق وہ تاریکی بڑھنے لگتی ہے یہاں تک کہ اگر اسی میں اس کو موت آ جائے تو وہ جہنم میں داخل ہوا۔

ان ساری باتوں پر غور کر کے ایک دانشمند اس نتیجہ پر ضرور پہنچے گا کہ اس بات کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ ان زہروں کے دور کرنے کے واسطے جو روح کو تباہ کرتی ہیں کسی تریاقی صحبت کی ضرورت ہے جہاں رہ کر انسان مہلکات کا علم بھی حاصل کرتا ہے اور نجات دینے والی چیزوں کی معرفت بھی کر لیتا ہے۔ اسی واسطے ایک عرصہ سے میرے دل میں یہ بات ہے اور میں سوچتا رہتا ہوں کہ اپنی جماعت کا امتحان سوالات کے ذریعہ سے لوں۔ چنانچہ میں نے اس تجویز کا کئی بار ذکر بھی کیا ہے اگرچہ ابھی مجھے موقع نہیں ملا لیکن یہ بات میرے دل میں ہمیشہ رہتی ہے کہ ایک بار سوالات کے ذریعہ آزما کر دیکھوں کہ جو کچھ ہم پیش کرتے ہیں اس کے متعلق ان کو کہاں تک علم ہے اور انھوں نے ہمارے مقاصد اور اغراض کو کہاں تک سمجھا ہے اور جو اعتراض اندرونی یا بیرونی طور پر کئے جاتے ہیں انکی مدافعت کہاں تک کر سکتے ہیں۔ اگر یہ آدمی بھی ایسے نکل آویں جنکے نفس منور ہو جاویں اور پوری بصیرت اور معرفت کی روشنی انھیں مل جائے تو وہ بہت کچھ فائدہ پہونچا سکیں۔

میں سولہ سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا ہوں اور ان کے اعتراضوں پر غور کرتا رہا ہوں میں نے اپنی جگہ ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں ان کی تعداد تین ہزار کے قریب پہونچی ہوئی ہے۔ لیکن جب میں ان لوگوں کے اعتراضوں کو پڑھتا ہوں جو میری ذات کی نسبت کرتے ہیں تو میں ہمیشہ یہی کہا کرتا ہوں کہ ابھی ان اعتراضوں میں پورا کمال نہیں ہوا کیونکہ جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر جب اس قدر اعتراض کئے گئے ہیں تو ہم مخالفوں کا منہ کیونکر بند کر سکتے ہیں پھر میں یہ بھی کہتا ہوں کہ میری نسبت جس قدر اعتراض کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک بھی ایسا اعتراض نہیں ہے جو اولوالعزم انبیاء علیہم السلام پر نہ کیا گیا ہو۔ اگر کسی کو اس میں شک ہو تو وہ میری ذات پر کوئی اعتراض کر کے دکھلائے جو کسی پہلے نبی پر نہ کیا گیا ہو مگر ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ جس قسم کا اعتراض مجھ پر کیا جاوے گا یا جواب تک ہوئے ہیں اسی قسم کے اعتراض انپر ہوئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سلسلہ منہاج نبوۃ پر قائم ہوا ہے اس لئے اس سلسلہ کی سچائی کے لئے وہی معیار ہے جو انبیاء علیہم السلام کی صداقت کے لئے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور اس سے بڑھکر ہم کس کو شہادت میں پیش کر سکتے ہیں کہ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے سولہ یا سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا رہا ہوں مگر ایک طرفۃ العین کے لئے بھی ان اعتراضوں نے میرے دل کو نہ تذبذب یا متاثر نہیں کیا اور یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ میں جوں جوں ان کے اعتراضوں کو پڑھتا جاتا تھا اسی قدر ان اعتراضوں کی ذلت میرے دل میں سماتی جاتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت سے دل عطر کے شیشہ کی طرح نظر آتا۔ میں نے یہ بھی غور کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس پہلو عمل پر یا قرآن شریف کی جس آیت پر مخالفوں نے اعتراض کیا ہے وہاں ہی حقائق اور حکم کا ایک خزانہ نظر آیا ہے جو کہ ان بد باطن اور خبیث طینت مخالفوں کو عیب نظر آیا ہے۔ سنو! انسان کامل مومن اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کفار کی باتوں سے متاثر نہ ہونے والی فطرت حاصل نہ کرے۔ اور یہ فطرت نہیں ملتی جب تک اس شخص کی صحبت میں نہ رہے جو گمشدہ متاع کو واپس دلانے کے واسطے آیا ہے۔ پس جب تک کوئی اس متاع کو نہ لے اور اس قابل نہ ہو جائے کہ مخالف باتوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہ ہو **اس وقت تک اس پر حرام ہے کہ اس صحبت سے الگ ہو** کیونکہ وہ اس بچہ کی مانند ہے جو ابھی ماں کی گود میں ہے اور صرف دودھ ہی پر اس کی پرورش ہوتا ہے پس اگر وہ بچہ ماں سے الگ ہو جاوے تو فی الفور اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہے اسی طرح اگر وہ صحبت سے علیحدہ ہوتا ہے تو خطرناک حالت میں جا پڑتا ہے پس بجائے اس کے کہ دوسروں کو درست کرنے کے لئے کوشش کر سکتا ہو خود الٹا متاثر ہو جاتا ہے اور اوروں کے لئے ٹھوکر کا باعث بنتا ہے **اس لئے ہم کو دن رات جلن اور افسوس یہی ہے** کہ لوگ بار بار یہاں آئیں اور دیر تک صحبت میں رہیں۔ انسان کامل ہونے کی حالت میں اگر ملاقات کم کر دے اور تجربہ سے دیکھ لے کہ قوی ہو گیا ہوں تو اس وقت اسے جائز ہو سکتا ہے کہ ملاقات کم کر دے کیونکہ بعید ہو کر بھی قریب ہی ہوتا ہے لیکن جب تک کمزور ہے وہ خطرناک حالت میں ہے۔

دیکھو اس قدر لوگ جو عیسائی

ہو گئے جن کی تعداد ۲۰ لاکھ تک پہونچی ہے میں نے ایک بشپ کے لیکچر کا خلاصہ پڑھا تھا اُس نے بیان کیا ہے کہ ہم ۲۰ لاکھ عیسائی کر چکے ہیں تو یہ لوگ اس قسم کے تھے جو دوسروں کے اعتراضات سے متاثر ہو گئے اور ایمان کمزور ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے مذہب کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھے اور عیسائیت کو قبول کر لیا **سراج الدین** عیسائی بھی ایسے ہی آدمیوں میں سے تھا یہ لوگ کسی صادق کی صحبت میں کامل زمانہ نہیں گذارتے اور طرح طرح کی خواہشوں کے اسیر اور پابند ہو کر اپنے مذہب اور ایمان جیسی قیمتی چیز کے بدلے خریدہ لیتے ہیں۔

غرض میرے دشمنوں اور مخالفوں کی تعداد ابھی ایسی خطرناک نہیں ہوئی جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اسلام میں سے نکل کر پیدا ہو گئے ہیں۔ **صفدر علی** اور **عماد الدین** وغیرہ نے کون سی کسر باقی رکھی ہے اور میں تو سچ کہتا ہوں اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ مجھے اپنی دشمنی اور اپنی توہین یا عزت اور تعظیم کا تو کچھ بھی خیال نہیں ہے میرے لئے جو امر سخت ناگوار ہے اور ملال خاطر کا موجب ہمیشہ رہا ہے وہ یہی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسے کامل اور پاک انسان کی توہین کی جاتی ہے اس صادقوں کے سردار سراسر صدق کو کاذب کہا جاتا ہے یہ امر ہے جو میرے لئے ہمیشہ غم کا باعث رہا ہے۔ اس لئے میں اسی فکر میں رہتا ہوں کہ اس مردہ پرست قوم کے دجل اور مکر کو کھول کر ایسا دکھا دیا جائے کہ سب کھلا کھلا دیکھ لیں۔

کل مجھے خیال آیا کہ مسیح موعود کے کام میں **یکسر الصلیب** تو آیا ہے پر **یقتل الخنزیر** کیوں آیا ہے تو یہی سمجھ میں آیا کہ یہ تفنن عبارت کے طور پر آیا ہے وہ لوگ جو مرتد ہوئے ہیں اُن کے مادے چونکہ خراب تھے اس لئے ایسے بد اتفاق بھی اُن کو پیش آتے گئے یہاں تک کہ آخر مرتد ہو گئے اور صرف اپنے نفس کے غلام ہو کر زندگی بسر کرنے لگے۔

وہ آدمی جو کسی تریاقی صحبت میں رہے اور اس طرح رہے جو رہنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو ایسے زہروں سے بچا لیتا ہے۔ اور یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام کی یا آسمانی کتابوں کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟ بہت صاف امر ہے۔ دیکھو آنکھ میں بھی ایک روشنی اور نور ہے لیکن وہ سورج کی روشنی کے بغیر دیکھ نہیں سکتی آنکھ خدا نے دی ہے ساتھ ہی دوسری روشنی بھی پیدا کر دی ہے کیونکہ یہ نور دوسرے نور کا محتاج ہے اسی طرح اپنی عقل جب تک آسمانی نور اور بصیرت اس کے ساتھ نہ ہو کچھ کام نہیں دے سکتی نادان ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم مجرد عقل سے بھی کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ خدا نے جو طریق مقرر کیا ہے اس کو حقارت کی نگاہ سے مت دیکھو۔ بہت سے اسرار اور امور ہیں جو مجھ پر کھولے گئے ہیں اگر میں اُن کو بیان کروں تو خاص آدمیوں کے سوا جو صحبت میں رہتے ہیں باقی حیران رہ جائیں پس ان لوگوں کو دیکھ کر حیرت اور رونا آتا ہے جو کسی صادق کی پاک صحبت میں نہیں رہے ان لوگوں کو جو ذاتیات پر اعتراض کرتے ہیں ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ وہ کوئی ایک اعتراض تو دکھائیں جو پہلے کسی نبی پر نہ کیا گیا ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو اعتراض آریوں نے کئے ہیں کیا وہ ان اعتراضوں سے جو مجھ پر ہوئے بڑھے ہوئے نہیں ہیں یا حضرت مسیح پر یہودیوں نے جس قدر اعتراض کئے ہیں یا آریوں نے کئے ہیں وہ دیکھو کس قدر ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر جس قسم کے الزام لگائے جاتے ہیں ان کا شمار تو کرو۔ ہاں منہاج نبوت پر جو سلسلہ قائم ہوگا ضرور ہے کہ اُس پر ایسے الزام لگائے جاویں مگر آخر خدا تعالیٰ اپنے مامور مقبول اور مطہر کی تطہیر کر دیتا ہے اور دکھا دیتا ہے کہ وہ ان الزاموں سے بالکل پاک ہے معترض کی آنکھ اور دل نے دھوکا کھایا ہے۔

یہ لوگ جو اصل مقصد کو چھوڑ کر ذاتیات پر اعتراض کرنے لگے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ خدا کا فرستادہ اپنے ساتھ دلائل اور براہین پر زور رکھتا ہے اس کی ہر ایک بات پکی اور محکم ہوتی ہے اور ایسی تائیدی نشان اس کے لئے ظاہر ہوتے ہیں کہ دوسرے اُن سے عاجز آ جاتے ہیں اس لئے مخالف جب کوئی راہ گریز نہیں پاتے تو رکیک عذر کرنے لگتے ہیں اور بیہودہ نکتہ چینیاں شروع کرتے ہیں جن میں سے اکثر تو افترا ہوتے ہیں اور بعض ایسے امور اور معاملات ہوتے ہیں جو کہ ان کے قصور فہم کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

اسی طرح پر جب ہمارے مخالفوں نے دیکھا کہ جو بات ہے وہ معقول ہے اور دلائل اور براہین کے ساتھ مؤکد کی جاتی ہے۔ پھر قرآن شریف ہمارے ساتھ ہے احادیث ہمارے ساتھ ہیں عقل اور قانون قدرت ہماری تائید کرتے ہیں اور ان سب سے بڑھ کر ہزاروں آسمانی نشان ہماری تائید میں ظاہر ہوئے وہ نشانات بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشگوئی بیان فرمائے تھے

پورے ہوئے اور ان کے علاوہ اور صدہا نشانات خود ہمارے ہاتھ پر پورے ہوئے۔ اب جب کہ یہ چاروں طرف سے گھر گئے یعنی زمانہ شہادت دے اٹھا کہ اس وقت مامور من اللہ کی ضرورت ہے اور ضرورت وقت اور واقعات پیش آمدہ نے بتا دیا کہ یہ زمانہ مسیح موعود ہی کا ہے اور اس کی تائید بزرگان ملت کے کشوف رؤیا اور الہامات سے بھی ہو گئی۔ اور قرآن شریف ہماری ہی تائید میں ثابت ہوا۔ اور دن بدن اس سلسلہ کی ترقی بھی ہوتی جاتی ہے تب ان مخالفوں نے یہ چال بدلی کہ اور تو کہیں ہاتھ پڑنے کی جگہ باقی نہیں ہے ذاتیات پر ہی گفتگو شروع کر دی اس خیال سے کہ انسان جلد تر اس طرز سے متاثر ہو جاتا ہے۔ مگر کیا ان احمقوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ عیسائی بھی ایسے ہی اعتراض کرتے ہیں آریوں کی ایک چھوٹی سی کتاب میں نے دیکھی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق انہوں نے لکھی ہے انہوں نے اس میں بہت سے اعتراض کیے ہیں کہ بہت سے بچے انہوں نے قتل کرا دیئے مصریوں کا مال لے گئے وعدہ خلافی کی جھوٹ بولا۔ معاذ اللہ غرض بڑے سے بڑا گناہ نہیں جو ان کے ذمہ نہ لگایا گیا ہو۔ گویا وہ ان کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔

میں کہہ چکا ہوں کہ جب یہ لوگ نبوت کے طریق پر کامیاب نہیں ہوتے اور کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے تو یہ ایسے ہی اعتراض کر دیا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق جو کتاب یہاں پہنچ گئی تھی اس نے کوئی کسر باقی رکھی ہے اور ایسا ہی

وہ اخبار جو آزاد خیال لوگوں کا یہاں آتا ہے وہ کس قدر ہنسی اڑاتا ہے قاعدہ کی بات ہے کہ صدق اور سچائی کے شعلے دم لینے نہیں دیتے تو تھوڑی عقل والوں کو یہ لوگ یوں دھوکا دینے لگتے ہیں اور اپنے خیال میں ایک حد تک یہ لوگ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جس قدر عیسائی ہوتے ہیں اس کا یہی باعث ہے جب تک انسان کو ان علوم پر اطلاع نہ ہو جو تسلی اور اطمینان کا موجب ہوتے ہیں اور انسان کو یقین کی حد تک پہنچاتے ہیں ایسے خطرات اور توہمات کے پیش آنے کا اندیشہ ہی اندیشہ ہے۔

دنیا میں دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک جسمانی تعلقات جیسے ماں باپ بھائی بہن وغیرہ کے تعلقات دوسرے روحانی اور دینی تعلقات۔ یہ دوسری قسم کے تعلقات اگر کامل ہو جائیں تو سب قسم کے تعلقات سے بڑھ کر ہوتے ہیں اور یہ اپنے کمال کو تب پہنچتے ہیں جب ایک عرصہ تک صحبت میں رہے دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو جماعت صحابہؓ کی تھی اس کے یہ تعلقات ہی کمال کو پہنچے ہوئے تھے جو انہوں نے نہ وطن کی پرواہ کی اور نہ اپنے مال و املاک کی اور نہ عزیز و اقارب کی یہاں تک کہ اگر ضرورت پڑی تو انہوں نے بھیڑ بکری کی طرح اپنے سر خدا کی راہ میں رکھ دیئے۔ وہ شدائد و مصائب جو ان کو پہنچ رہے تھے ان کے برداشت کرنے کی قوت اور طاقت ان کو کیونکر ملی اس میں یہی سر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلقات بہت گہرے ہو گئے تھے انہوں نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تھا جو آپ لیکر آئے تھے اور پھر دنیا اور اس کی ہر ایک چیز ان کی نگاہ میں خدا تعالیٰ کے لطف کے مقابلہ میں کچھ ہستی رکھتی ہی نہیں تھی۔

یاد رکھو کہ جب سچائی پورے طور پر اپنا اثر پیدا کر لیتی ہے تو وہ ایک نور ہو جاتی ہے جو کہ ہر تاریکی میں اس کے اختیار کرنے والے کے لئے رہنما ہوتا ہے اور ہر مشکل میں بچاتا ہے۔

ذاتی حملوں کا جو بغض اور حسد کی بنا پر کئے جاتے ہیں اور سچائی کے مقابلہ سے عاجز آ کر کمینہ اور سفلہ لوگ کرتے ہیں ان پر ہی اثر ہوتا ہے جنہوں نے سچائی کی حقیقت کو نہیں سمجھا ہوتا اور سچائی نے ان کے دل کو منور نہیں کیا ہوتا۔

یہ بالکل سچی بات ہے کہ انسان اس حد تک پژمردہ ہوتا ہے جب تک سچائی کو سمجھا ہوا نہیں جوں جوں وہ اسے سمجھتا جاتا ہے اس میں ایک تازگی اور شگفتگی آتی جاتی ہے اور روشنی کی طرف آ جاتا ہے یہاں تک کہ جب بالکل سمجھ لیتا ہے پھر تاریکی اس کے پاس نہیں آتی ہے تاریکی تاریکی کو پیدا کرتی ہے اور نورانی روشنی اور روشنی کو لاتی ہے اسی واسطے تاریکی کو شیطان سے تشبیہ دی ہے اور روشنی روح القدس سے مشابہ ہے اسی طرح معرفت اور یقین کی روشنی جہاں قائم ہو جاتی ہے وہاں تاریکی نہیں رہتی۔

میں کہتا ہوں کہ اپنے کاروبار کو چھوڑ کر کبھی یہاں آؤ۔ ملک کی حالت خطرناک ہو رہی ہے **طاعون** بڑے زور کے ساتھ پھیلتی جاتی ہے اور اس کے دورے بعض اوقات ساٹھ ساٹھ ستر ستر برس تک ہوتے رہتے ہیں اور شہروں کے شہر تباہ کر دیتی ہے مولوی صاحب کے پاس ہی ایک خط آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گاؤں بالکل خالی ہو گئے ہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ایک دو سال میں رخصت

ہو جاوے کی یہ اپنا اثر کرکے جاتی ہے پھر ہمارے تو ملک سی دور نہیں۔ اس وقت پانچ ضلع مبتلا ہو رہے ہیں پس بے خوف ہو کر مت رہو **استغفار اور دعاؤں میں لگ جاؤ اور ایک پاک تبدیلی پیدا کرو۔**

اب غفلت کا وقت نہیں رہا اور ان کو نفس جھوٹی تسلی دیتا ہے کہ تیری عمر لمبی ہوگی۔ موت کو قریب سمجھو۔

خدا کا وجود برحق ہے

جو ظلم کی راہ سے خدا کے حقوق دوسروں کو دیتا ہے وہ ذلت کی موت دیکھے گا۔ اب جیسا کہ سورہ **فاتحہ میں تین گروہ کا ذکر ہے** ان تینوں کا ہی مزہ چکھا دے گا۔ اس میں جو آخر تھے وہ مقدم ہو گئے یعنی **ضالین**۔ اسلام وہ تھا کہ ایک شخص مرتد ہو جاتا تو قیامت برپا ہو جاتی تھی مگر اب بیس لاکھ عیسائی ہو چکے ہیں اور خود ناپاک ہو کر پاک وجود کو گالیاں دی جاتی ہیں۔

پھر **مغضوب** کا نمونہ **طاعون** سے دکھلایا جا رہا ہے اس کے بعد **انعمت علیہم** کا گروہ ہوگا۔

یہ قاعدہ کی بات ہے اور خدا کی قدیم سے سنت چلی آتی ہے کہ جب تو کسی قوم کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ یہ کام نہ کرنا تو اس قوم میں سے ایک گروہ ضرور خدا کی خلاف ورزی کرتا ہے کوئی قوم ہمیں دکھاؤ کہ جس کو کہا گیا کہ تم یہ کام نہ کرنا اور اس نے نہ کیا ہو۔ خدا نے یہودیوں کو کہا کہ تحریف نہ کرو انہوں نے تحریف کی۔ قرآن کی نسبت یہ نہیں کہا بلکہ یہ کہا **انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون**

غرض دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ انعمت علیہم کے گروہ میں داخل کرے۔

الحق

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

ترجمہ

وہ حق آ گیا اور ہر قسم کا باطل دور ہو گیا۔ کیونکہ اس حق کی آمد پر باطل کا دور ہونا ہی مقدر تھا۔

وہ حق کون ہے؟ وہی جناب مسیح کا "فارقلیط" اور وہ "روح حق" جناب داؤد کا "پہلوان"۔ جناب سلیمان کا "محمدیم"، "آل عدنان کا فخر" اور بنی آدم کے حق میں "رحمت"۔ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کے وجود باجود سے توریت اور انجیل کی محتاج تکمیل پیشگوئیوں کی تکمیل اور تصدیق ہو گئی۔ قرآن کریم کا عجیب اسلوب ہے کہ ہر ایک دعویٰ کے ساتھ اس کی دلیل واضح اور قطعی کو بیان کرنا اس کا لازمی خاصہ ہے اور درحقیقت یہ اسی مقدس کتاب کا خاصہ ہے۔ دوسری تمام کتابیں جنہیں الہامی مانا گیا ہے ایسی بلا دلیل دعویٰ سے خاموش ہیں۔ قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دعویٰ پیش کیا کہ وہ مرسل اللہ ہیں۔ لیکن چونکہ مجرد دعویٰ بلا دلیل سماعت اور قبولیت کے قابل نہیں ہو سکتا تھا۔ اسلئے اس دعوے پر عجیب دلیل پیش کی **ویقول الذین کفروا لست مرسلا۔ قل کفی باللہ شہیدا بینی و بینکم و من عندہ علم الکتب** اور منکر کہتے ہیں تو مرسل نہیں۔ تو اس کے جواب میں کہہ۔ میں یقیناً مرسل ہوں۔ اور میں اپنی رسالت کے ثبوت میں دو گواہ پیش کرتا ہوں۔ ایک اللہ۔ دوسرا وہ جو الہامی کتابوں کا علم رکھتا ہے مطلب یہ کہ میری رسالت حقہ پر دو مستند گواہ موجود ہیں۔ ایک تو خود اللہ تعالیٰ۔ اور اس کی گواہی یہ ہے کہ وہ اپنی زبردست تائید اور فوق العادۃ تصرفوں سے میرے جیسے بظاہر ضعیف۔ مسکین۔ بے زور۔ بے جاہ و حشم۔ متروک القوم اور مبغوض خویش و بیگانہ کی ایسی باجلال شان اور عظمت ظاہر کرے گا۔ کہ دشمنان حق کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی وہ میرے ساتھ ہو کر میرے مقابل پر ہر متکبر اور صاحب نخوت کا سر توڑ دے گا اور تمام مغرور اور گردن کش دنیا کی متفق مخالفانہ کوششوں کے خلاف وہ میرے وجود میں اپنا خدا ہونا ثابت کر دے گا۔ اور دکھلائے گا۔ کہ کیونکر وہ ایک چھوڑے ہوئے بچہ کو خود اپنی تربیت کی گود میں لیتا۔ اور کیونکر وہ ایک سرگرداں کو جو دنیا کے زور اور قوت کی امداد سے مایوس ہو چکا تھا۔ کامیابی کا زریں تاج پہناتا ہے۔ اور ایک تنگدست بے کس و بے یار کو کیسا غنی اور لاتعداد عیال کا خداوند بناتا ہے۔

اور عالم الکتاب کی گواہی یہ ہے کہ وہ بول اٹھے کہ یہ دعویٰ رسالت بلا تفاوت انبیاء سابقین کے دعاوی کا ہم رنگ اور اسی قسم کے ثبوتوں سے مؤکد اور مزین ہے جو ان راستبازوں کی نبوت کے ثبوت میں دیے گئے ہیں۔

قرآن شریف میں خداوند حکیم نے آنحضرت کی اثبات نبوت کے لئے علاوہ اور بہت سے ثبوت کے طریقوں کے دو نہایت عجیب اور زبردست طریق اختیار کئے ہیں۔ اور ان پر مفصل اور مبسوط

کلام کیا ہے۔ پہلا طریق یہ کہ انسان کامل (جو بظاہر اشد ضعیف ہے اور بالفعل اس کی کامیابی اور غلبہ پر کوئی قرینہ اور قیافہ حکم نہیں لگا سکتا) ضرور ضرور کامیاب ہوگا۔ اور یہ پتھر جو اب حقارت سے روندا جا رہا ہے ضرور کونے کا سر ہوگا چنانچہ جو اس پر پڑا ضرور چور چور ہو جائے گا۔ اور جس پر یہ گرا اسے پیس ڈالے گا۔ فرمایا یریدون ان یطفئوا نور الله بافواههم و یابی الله الا ان یتم نوره ولو کره الکفرون وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ قطعی فیصلہ کر چکا ہے کہ وہ ضرور اپنے نور کو پورا کرے گا۔ اگرچہ تمام راستی کے دشمن اس کی خلاف زور لگا دیں۔ نور اللہ سے مراد آں جناب پاک کی ذات مقدس ہی ہے۔ اس کلمہ میں خود زبردست پیشگوئی مرکوز ہے۔ کہ یہ انسان دوسرے مادی۔ ضعیف انسانوں کی طرح نہیں جن کی ہیئت کذائی اور ترکیب نوعی اس بات کی ممکن صلاحیت رکھتی ہے کہ ہلاکت کا عرضہ اور ہر قسم کی تباہیوں کا مورد بن سکے۔ بلکہ یہ قادر مطلق خدا خالق ارض و سما کا نور ہے یعنی یہ کوئی مادی اور ارضی چراغ نہیں جس کی کمزور روشنی کو ہوا کا ذرا سا جھونکا بجھا سکے۔

دوسرا طریق قرآن نے یہ اختیار کیا ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل کے قصص کے بیان کا التزام فرمایا ہے اس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان تمام راستبازوں اور نبیوں کا کامل نمونہ اور کامل مظہر ہیں جن پر الہام اور الہامی کتب کے ماننے والے ایمان لا چکے۔ اور ان کی نبوت اور ان کے افعال و اقوال کو کسی دوسرے مدعی نبوت کے لئے میزان و محک قرار دے چکے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبین من بعده

یعنی ہم تیرے ساتھ اسی طرح ہم کلام ہوئے ہیں جیسے نوح اور اس کے پیچھے آنے والے نبیوں سے ہوئے۔ مطلب یہ کہ تیری سیرت اور دوسرے نبیوں کی سیرت بالکل ہمرنگ ہے تیری نبوت کے انکار سے دوسرے انبیا کی نبوت کا انکار اور تیری سیرت پر اعتراض کرنے سے دوسرے راستبازوں کی سیرت پر اعتراض لازم آئے گا۔

اس امر کی تائید کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وجود پاک اور قرآن کریم کو مصدق بھی کہا ہے جس سے یہ غرض ہے کہ انبیائے سابقین کی نبوتیں اور تعلیمات تکمیل و تصدیق کی محتاج تھیں اور وہ تقاضا کرتی تھیں۔ کہ ان کی سچی تاویل اور حقیقی مظہر دنیا میں ظاہر ہو۔ چنانچہ فاران کی تجلی اور سعیر کی روشنی کے سچے مصداق ہمارے ہادی و مولا (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ظہور نے ان کا واقعی اور سچا ہونا ایک عالم کو دکھا دیا۔

ہمارے اس بیان مذکور کے پڑھنے سے ایک سرسری نگاہ سے دیکھنے والا شاید اس وہم میں پڑ سکتا ہے کہ ہم نے اپنے پیشوا اور مسلم کتاب سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کے حق میں لاحاصل اور غیر ضروری ثبوت دئے ہیں۔ در حقیقت ہماری غرض اس مضمون سے یہ نہیں کہ ہم خارجی دلائل سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ بلکہ ہماری غرض اس وقت یہی ہے کہ جیسے ہماری مقدس کتاب نے اپنے حامل کی نبوت کے ثبوت میں قوت شجاعت۔ طمانیت۔ سکینت اور استقامت سے بھرے ہوئے دعوے کئے ہیں ایسے کسی اور مسلم الہامی کتاب نے نہیں کئے حالانکہ خود الہامی کتاب کا فرض ہوتا ہے کہ وہ خاموشی کی مہر کو توڑ کر اپنے زور بیان اور تیغ زبان سے اپنا منزل من اللہ ہونا اور اپنے منسوب الیہ کا ملہم و مکلم اللہ ہونا ثابت کرے۔ اور در حقیقت اگر بڑی غور و انصاف سے سوچا جائے تو یہ قوت یقین اور شجاعانہ دعوی اور تمام مخالفان حق کے مقابلہ پر بے نظیر جرأت سے یہ اظہار کرنا کہ تمام انبیاء کی نبوت اور خود کی خدائی بھری راستی اور صدق دعوی کی گواہ ہے۔ یہ زور قلب مدعی کی صداقت کی ایسی بڑی زبردست دلیل ہے۔ کہ کوئی فلسفی اور منطقی اسکا ہم پلہ نہیں ہو سکتی۔

ایک دل کا بودا جس کو اپنی ناتوانی اور بے سروسامانی کا پورا شعور اور بصیرت ہے۔ ایک متعمد کذاب جس کا سارا تار و پود محض دھوکا اور بناوٹ ہے۔ ہرگز اس کے لب و لہجہ میں اس کے اقوال میں۔ اس کے افعال و حرکات میں۔ اس کے اعضا کے تحرکات میں وہ قوت وہ طلاقت وہ وقار وہ خودداری اور استقامت نہیں ہو سکتی۔ جو ایک سچے راستباز میں ہو سکتی ہے۔ جسے کامل وثوق ہے کہ اس کا سکہ کھوٹا نہیں۔ اور اس لئے اسے ذرا بھی ہراس نہیں کہ وہ پوری دلیری سے صرافوں کے بازار میں کھڑا ہو کر اس کے کامل العیار ہونے کا دعوی کرے۔ سب سے بڑا دعوی اور در حقیقت کپکپا دینے والا دعوی۔ ایک عالم میں زلزلہ ڈالنے والا دعوی تمام حکما و علما کو جو کیفیات قلب اور اس کے پوشیدہ جذبات و ارادات کے مطالعہ میں مصروف رہتے ہیں بزور کشش سے اپنی طرف متوجہ

کرنے والا وہ دعویٰ ہے جو ہماری اس آیت شریفہ پر مشتمل ہے۔ جسے ہم نے زیب عنوان کیا ہے جاء الحق و زھق الباطل الآیہ یعنی وہ عظیم الشان حق جس کی تمام انبیا خبر دیتے چلے آتے تھے۔ وہ باجلال و باکمال حق جو تمام حقوں اور صداقتوں کا مجموعہ ہے آگیا اور اُس کے آنے پر الباطل یعنی عظیم الشان باطل۔ شرک معہ اپنے سارے اقسام کے نیست و نابود ہوگیا۔ اور اس عالمگیر باطل کے حق میں فتویٰ ازلی لگ چکا تھا کہ اُس نور آور حق کے آنے پر اُسکا خاتمہ ہوجائے گا۔

اس موقعہ پر ہم تھوڑی دیر کے لئے توقف کرتے اور ایک طالب حق اور لقاء اللہ کے اُمیدوار کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس دعوے کے لہجے اور اُس کے گنبد عالم میں گونجنے والی صدا پر کان لگائے اور پھر دل کو ہر قسم کے بخار تعصب سے خالی کرکے تامل کرے۔ کہ اس دعویٰ میں کس قدر شان و قوت بھری ہوئی ہے اور دعویٰ کرنے والا کس قلبی اعتماد اور تزلزل نہ کھانے والی جرأت سے مقابلہ کے میدان میں اپنے تئیں کھڑا کرتا ہے۔ یہ بالکل الگ بحث ہے کہ آیا ایسے زبردست دعویٰ کے شایان و مناسب حال ایسا ہی درخشاں اور تسکین بخش ثبوت بھی پیش کیا گیا ہے؟ کم سے کم اتنا تو ہر عالم کتب مقدسہ کو غور کرنا چاہئے کہ کسی الہامی کتاب میں اس قسم کے جلیل دعویٰ کی کوئی نظیر پائی جاتی ہے یا نہیں رہا ثبوت دعویٰ وہ جدا بحث ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے اور ہمارا دعویٰ بھی کورانہ نہیں بلکہ علیٰ بصیرۃ دعویٰ ہے۔ کہ قرآن کریم کا یہ دعویٰ حقاً و صدقاً لانظیر و لا عدیل دعویٰ ہے۔ اور پھر ہم اس بات کا دعویٰ کرنے سے بھی مطلق ہراساں و پشیمان نہیں کہ جیسے ہماری مقدس محفوظ و معصوم کتاب کا یہ دعویٰ اپنے لانے والے کی نسبت بے نظیر ہے ویسے ہی ہمارے سید و مولا۔ رحمت عالم و عالمیان کی عملی زندگی۔ آپ کی حیرت انگیز کارروائیاں بھی قاطع ثبوتوں اور سیری بخش حجتوں کے جرار لشکر کے ساتھ لانظیر و لاسہیم ہیں۔ اس میں ذرا بھی کلام نہیں ہوسکتا۔ کہ جس طرح قرآن کریم آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دعاوی نبوت۔ نصرت و تائیدات الٰہیہ کے پرزور بیانات سے بھرا ہوا ہے۔ اُسی طرح آپ کے سچے واقعات زندگی۔ آپ کی بلاکم و کاست سوانح عمری جو احادیث کے دیوانوں میں مسطور ہیں اُن دعاوی کا عملی ثبوت دینے کو ہر وقت تیار کھڑی ہیں۔

اور فی الحقیقت کون شخص اس بات سے انکار کرسکتا ہے۔ سوائے ایسے شخص کے جس کی تاریخ عالم پر کبھی بھی نظر نہیں پڑی کہ مصلحان عالم میں سے جنھیں تاریخ کے دفتروں میں جگہ ملی ہے۔ سوائے نبی عرب۔ مصلح بنی نوع انسان کے (صلے اللہ علیہ وسلم) کوئی بھی ایسا نبی اور مصلح ہوا ہے۔ جس کے واقعات زندگی پر کچھ بھی یقینی روشنی پڑ سکے۔ بنی اسرائیل کا وہ صاحب عزم نبی۔ متکبر مصری کا سر توڑنے والا مثل پہلوان جس کے قومی کارنامے اجمالی طور پر توریت سے ملتے ہیں۔ کوئی دلیری اور قطعیت سے دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس کے تمام واقعات زندگی جزءً و کلاً و کماً و کیفاً منضبط ہوگئے ہیں۔ تعجب اور نہایت تعجب کی بات ہے۔ کہ اتنی بڑی قوم دنیا میں باقی رہ جائے۔ جس کا یہ دعویٰ ہو کہ وہ اُس کی فوق العوق تعظیم کرنیوالی ہے۔ اور کوئی نہیں بتا سکتا۔ کہ کبھی نہ تھکنے والا ابن عمران (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آخر اس دنیا کی مرحلہ پیمائی سے تھک کر ہمیشہ کے لئے کہاں سو رہا۔ وہ اُس ملعون و مغضوب قوم ناشکر گذار قوم کے افتراؤں اور بہتانوں کا ہدف۔ عاجز اور مسکین ابن آدم جسے مادہ پرست نادان دوستوں نے بزور خدائی کی گدی پر بٹھانے کی کوشش کی حیرت پر حیرت ہے کہ کوئی بھی تین برس کے (اور وہ بھی مشکی ظنی) واقعات زندگی کے سوا اس کی ابتدائی کارروائی کا کچھ بھی بین ثبوت نہیں دے سکتا علیٰ ہذا سب مصلحان سلف کی لائف خواہ وہ صادقین کے زمرہ میں مانی گئی ہوں۔ خواہ کسی قوم نے انھیں کاذب کہا ہو۔ بالکل دھندلی اور تاریک ہے۔ یورپ کے بعض فاضل جنکی آنکھیں تعصب کے غبار سے کسی قدر صاف ہوئی ہیں اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سوانح عمری ہی ایسی ہے جسے منضبط اور مدون اور سچی تاریخ کہنا بالکل سچ اور حق ہے باقی سب گذشتہ نبیوں اور ریفارمروں کی زندگی کے واقعات دیو و پری کے افسانوں کے ہم رنگ ہوگئے ہیں۔

غرض یہ دعویٰ کہ حضور مقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) **الحق** ہیں۔ یعنی عظیم الشان حق۔ اور ہر قسم کے حق و صدق اور جمیع انواع تعلیمات حقہ کا مجموعہ اور مظہر تام اور وہ وہ حق لے کر اور اُس حق کے ساتھ تشریف لائے ہیں جو یہودیت میں باقی رہا تھا نہ عیسائیت میں۔ نہ صابئیں اُس کے متکفل رہ سکتے۔ نہ زردشتی۔ نہ ویدوں کے دفتروں میں مسطور و مذکور تھا نہ بدھ والوں میں یہ ایسا دعویٰ ہے کہ بالبداہت سننے والے کے دل میں ندرت پسندی اور تحقیق کا اشتعال

پیدا کرنے کا قوی مادہ رکھتا ہے اس دعویٰ **الحق** کی قدر و قیمت اس وقت معلوم ہوتی ہے۔ جب ہم اُس ہمہ تن معجزہ اور سراسر اعجوبہ انسان اور نادرہ روزگار آدم کو دیکھتے ہیں کہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ بڑی شان و شوکت سے مدینہ طیبہ سے نکلا ہے اور نہایت ہی قلیل عرصہ میں بڑے با جلال فاتح کی صورت میں اُس مقدس سرزمین میں داخل ہوتا ہے جس کا اُسے بموجب اس صادق پیشگوئی کے **ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد** ہر وقت اُمیدآمیز انتظار لگا رہتا تھا اور بیت اللہ کے آستان پر کھڑے ہو کر کس زور اور کامیابی کے لہجہ میں اس آیہ کو پڑھتا ہے **جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا**۔ اور **زھق الباطل** پڑھتے وقت اُن مختلف معبودوں اور پرستش کے نشانوں کی طرف اشارہ فرماتا ہے جو مختلف اقوام کی امید و بیم کے مرجع و ماویٰ تھے۔ کتب سیر کے جاننے والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ جہاں مشرکان عرب کے مسلم معبودوں کے نمونے اس بیت ایل میں تھے۔ اُس کے ساتھ یہودیوں اور عیسائیوں جیسی دیگر اقوام کے مشرکانہ عقائد کے مظاہر اور نمونے بھی وہاں موجود تھے سو **الحق** کی تشریف آوری کے ساتھ یہودیت اور عیسائیت اور بت پرستی کے منحوس اور ناپاک عقیدے اور ان کے معابد نہ صرف ہمیشہ کے لئے اُس پاک سرزمین ہی سے جلا وطن ہو گئے۔ بلکہ اُس نور اللہ کے تجلی فرما ہونے پر تمام عالم کی آنکھوں میں ان کی ہیبت اور زشت صورتیں آشکارا ہو گئیں۔ اور ایک عالم کے دل میں ان جہنمی زنجیروں اور دہکتی آگ سے مخلصی پانے کا مضطربانہ جوش پیدا ہو گیا اور بموجب اس زبردست پیشگوئی کے **وما یبدئ الباطل وما یعید** یعنی اس **الحق** کے حریف و دشمن **الباطل** کو اس کے بعد پھر عود اور رجوع نصیب نہ ہو گا۔ ہم صاف صاف دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کے نزول اور سید ولد آدم محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مبعوث ہونے کے بعد پھر شرک کے اقسام کو خواہ وہ عیسیٰ پرستی کی صورت میں ہوں خواہ وہ اگنی اور وایو کی پوجا کی شکل میں وہ قوت اور سطوت نصیب نہیں ہوئی۔ جو اس سے پہلے تھی کیونکہ اس سے پہلے اس کا کوئی ایسا مسلم عدو اور جانستان دشمن پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور نہ کوئی ایسا علمی اور عملی آلتش تریاں نکلا تھا۔ جو مختلف پیرایوں میں اس کے عیوب و قبائح کو دنیا پر واضح کرتا۔ اور قانون قدرت میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب کسی امر کے خلاف کوئی جوش اور اشتعال پیدا ہو جائے اور وہ امر مع بھی اپنی ذات میں بودا اور کمزور ہو تو پھر اُس کی وہ پہلے کی سی قوت و جبروت باقی نہیں رہتی۔ اسلام نے جس قدر سر توڑ کوششیں اس ظلم عظیم اور شرک جسیم یعنی الوہیت مسیح کے ابطال میں ہر زمانہ کے اندر کی ہیں وہ ایسی بارآور اور سرسبز ہوئی ہیں کہ اس بات کا مشہودی ثبوت دینے میں ہمیں کوئی بھی دقت معلوم نہیں ہوتی۔ اگرچہ انسان پرست نصرانی دنیا نے بڑی جدوجہد سے اُس ناشنیدنی گردن زدنی عقیدہ کے ارد گرد گھاس پھوس کی ٹٹیاں کھڑی کر کے اُسے قلعہ بند اور متحصن بنایا۔ مگر بقول کارلائل صاحب کے اسلام کیا تھا ایک چنگاری تھی۔ جو آسمان سے اُتری جس نے عرب کی زمین کو جو بارود کی طرح تھی آناً فاناً مشتعل کر دیا۔ میں کہتا ہوں اصلاً و اولاً عرب کو اور ثانیاً مشرکان عرب کے کل مثیلوں کے عقائد باطلہ کے خار و خس کو جلا کر راکھ کر ڈالا وہ چنگاری جو اسلام کی باطل سوز آگ سے اُڑی۔ آج اپنی آنکھوں سے دیکھو کیسی عیسائیت کے قلب و جگر پر پڑی ہے اور پورے بھروسہ سے امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ عیسائی دنیا میں بہت جلد مذہبی انقلاب واقع ہونیوالا ہے۔

الغرض اُس ذوالجلال **الحق** کے ناقابل دفعہ حملوں کی زد سے بچنے کے لئے نہ صرف عیسائی بلکہ اُنکے حقیقی بھائی آریہ ورتہ کے زنار بند ضعیف القلب مادہ پرست ابنائے دنیا بھی پکار اُٹھے کہ وہ مشرک نہیں ہیں۔ اب ہر ایک خدا ترس منصف سوچکر دیکھے کہ اس حیرت انگیز کامیابی کی کوئی نظیر بھی دنیا میں پائی جاتی ہے جو ذو القوۃ **الحق** کو نصیب ہوئی درحقیقت ایک ہی مبارک اور مقدر کامل انسان ہوا ہے جس نے پوری کامیابی کا تاج سر پر رکھا۔ اور اپنے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے کا اپنے جیتے جی پھل بھی کھایا اور خوب سیر ہو کر کھایا۔ اور وہ **الحق** بشیر و نذیر۔ سراج منیر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہی۔ اے میرے خدا۔ میرے مولا۔ مجھے اور میرے تمام احباب کو توفیق عنایت فرما کہ اس **الحق** کے اتباع کے رنگ میں رنگین ہو کر باطل کے مرحوم لشکر کے مقابلہ میں ثابت قدم اور مستقیم ہو جائیں۔ آمین

عاجز عبد الکریم سیالکوٹی

منشی الٰہی بخش صاحب اور رفیق ہیں اور ہم میں ایک کھلے فیصلہ کی بالکل راہ آ گئی

✻

خدا تعالیٰ کی لاتبدیل سنت ہے کہ اُس کے **موعود** مامور ضرورت کے وقت آتے اور ضرورت حقہ کے سارے سامان کو ساتھ لاتے ہیں۔ وہ اُس ابر بہاری کی مانند ہوتے ہیں جو زمین کی سخت پیاس اور خوفناک خشکی اور حد سے زیادہ مانگ کے وقت نمودار ہوتا اور پھر نہیں ٹلتا اور بس نہیں کرتا جب تک اُسے پوری طرح سیراب نہ کر لے۔ **خدا کے مامور** اُس وقت آتے ہیں جب دلوں میں خدا کی محبت اور خشیت کی تری نہیں رہتی۔ اُس کے پاک دین اور محبوب کتاب اور مقبول رسول کو استخفاف اور تحقیر سے دیکھا جاتا ہے۔ اُس کے احکام وحدود کی کچھ پروا نہیں رہتی۔ منہ سے ایمان کا اقرار کرنے والے اپنی بد عملی اور سیاہ کاری اور اعراض سے اس کی اہانت کرتے ہیں اور کھلے دشمن اعتراضوں اور نکتہ چینیوں سے اُسے استہزا اور بے عزتی کا ہدف بناتے ہیں۔ ایسے وقت میں خدا کے **مرسل** اور ان کے مرسل ہونے کی یہی سچی علامت ہے کہ وہ دونوں قسموں کے **ہتھیاروں** سے مسلح ہو کر آتے اور اندرونی اور بیرونی دونوں باطلوں اور ضلالتوں سے جنگ کرتے ہیں اور نہیں تھکتے اور کبھی ماندے نہیں ہوتے اور نہ ہی اس عالم سے اُٹھتے ہیں جب تک راستی کو قائم اور ناراستی کا استیصال نہ کر لیں۔ خدا تعالیٰ کے اس استمراری قانون کے موافق اس **چودھویں صدی** میں

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا کی طرف سے موعود مامور ہونے کا دعویٰ کیا اور خدا کے اذن اور تفہیم سے اپنے فرائض منصبی کا اظہار اپنے دو ناموں **مہدی** اور **مسیح** سے کیا۔ جیسے پہلے مبارک نام کو اپنی قوم یعنی اندرونی مفاسد اور ضلالت کی اصلاح سے تعلق ہے دوسرے بزرگ نام کو اسلام کے مخالفوں یعنی بیرونی قوموں کے حملوں کے دفاع اور اُن کی خرابیوں کی اصلاح سے علاقہ ہے۔

یہ دونوں نام مہدی اور مسیح جیسا اپنا اپنا کام کر رہے ہیں ایک عالم عملی طور پر اُن کی کارروائیوں کے صدق کی نسبت گواہی دے اُٹھا ہے۔ ہزاروں نام کے مسلمان جو دجال کی خدائی طاقتوں کے قائل تھے اور حضرت مسیح کو خالق اور محیی اور شافی اور عالم الغیب اور زندہ جاوید مانتے تھے اور اس مشرکانہ اعتقاد سے قرآن کریم کا ابطال کرتے اور مشرکین نصاریٰ کو قوت دیتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور قرآن کریم کی تکذیب میں نصاریٰ کے دست و بازو بنے ہوئے تھے۔ اب اس **مہدی موعود علیہ السلام** کے ارشاد و ہدایت سے مہتدین میں داخل ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے نئے نئے اور **اقتداری نشانوں** کو دیکھ کر جو حضرت موعود کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے خدا تعالیٰ پر اُن کو نیا ایمان حاصل ہوا۔ انہیں اس ذریعہ سے وہ گناہ سوز فطرت اور حسنات میں مسابقت کرنے والی طبیعت ملی جو بوسیدہ اور مشرکانہ ایمان سے ہرگز مل نہ سکتی تھی۔

مسیح کے زبردست حربہ نے نصرانیت کے بطلان کا ایسا سر کچلا ہے کہ اب اُس میں زہر کی بھری ہوئی کچلیاں ہی نہیں رہیں۔ نصرانیت اب اس مسیحی سلسلہ کا مقابلہ کرنے سے کوسوں بھاگتی ہے۔ **مسیح کی موت اور قبر** اور **مرہم عیسیٰ** کے زہرہ گداز حربہ نے ان کو کاری زخم لگائے ہیں۔ ابھی تین ہی ہفتوں کا ذکر ہے کہ لاہور کے فورمن مشن کالج کے دو امریکن مشنری قادیان میں آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملے۔ اُن کے سوال پر حضرت نے اپنا دعویٰ اور اُس کے دلائل بڑی وضاحت سے بیان کئے اور بڑی قوت اور تحدی سے فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ سب انعامات اور طاقتیں لایا ہوں جو پہلے بزرگ نبیوں کو ملی تھیں اور پھر مسیح علیہ السلام کی موت بڑے شد و مد سے بروئے انجیل و قرآن ثابت کی اور آخر میں آپ کی قبر کی نسبت گفتگو کی جو کشمیر میں واقع ہے۔

الغرض کہ ان باتوں سے عیسوی مذہب کی عمارت کا شہتیر ٹوٹا اور ساری چھت زیر و زبر ہو تی تھی غیر تمند حامیان مذہب کا فرض تھا کہ پوری قوت سے حضرت اقدس کے بیان کی تردید کرتے مگر نہیں سچائی کی قوت قدسی نے بطلان پرستوں کو سرنگوں اور مبہوت کر دیا۔ غرض مسیح موعود نے اسلام کے دشمنوں آریہ برہمو سکھ اور فلسفی کی تلواریں کند کر دی ہیں اور ثابت کر دیا ہے کہ خدا کا یہ قول **لیظہرہ علی الدین کلہ** اس کے حق میں پورا اُترا۔ غرض یہ **خدا کا موعود۔ صحف انبیا کا موعود۔ قرآن کا موعود** اور **رسول کریم** صلے اللہ علیہ وسلم کا موعود

تو ٹھیک اپنے وقت پر آیا اور اُس کام کو تابڑ توڑ اور بڑی خوبی سے کر رہا ہے جو اُس کے ناموں کے لحاظ سے اُس کے سپرد کیا گیا ہے۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ **میاں الٰہی بخش** صاحب جنہوں نے اپنا نام موسیٰ رکھا ہے کیا کام کر رہے ہیں۔ پہلا سوال جو اسلامی لحاظ اور نگاہ سے اُن کی نسبت ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا وہ خدا تعالیٰ اور انبیاء اور قرآن اور حدیث کے کس نص اور خبر اور اثر کے موعود ہیں۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ کس ضرورت کے وقت آپ تشریف لائے ہیں اور اُس ضرورت کے پورا ہونے کا کونسا سامان اور مواد ساتھ لائے ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب میں اعتراف کیا ہے کہ اس وقت اسلام میں کوئی فتنہ نہیں اور نہ کسی نئے مصلح کی ضرورت ہے جس طرح بات مخلوط اور گومگو چلی آتی ہے سراسر درست ہے اور اسلام کو کسی بیرونی حملہ آور کا نہ خوف ہے اور نہ اس کے حملہ کے دفاع کی ضرورت ہے۔

اس اعتراف سے اُن کی صاف ثابت ہو گیا کہ میاں الٰہی بخش صاحب کا وجود بے ضرورت اور بے مصرف محض ہے۔ یا یوں کہو کہ زمانہ کی کوئی ضرورت نہ اُنھیں بلاتی ہے اور نہ اُنھیں کسی مسند پر جگہ دیتی ہے۔ وہ اُس بے بہار بادل کی طرح ہیں جس میں مفسدہ اور خرابی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔

پھر انھوں نے آپ سے آپ خدا کے بلائے اور ماموریت کے بغیر کام کیا اور ایک عرصہ سے جب سے آپ کو خواب بینی کا دعویٰ ہی قوم اور اسلام کو کیا فائدہ پہونچایا اس کا جواب ہمارے نزدیک اور اسلام کے ہر سچے ہمدرد کے نزدیک اس کے سوا کچھ نہیں کہ آپ کا وجود محض بے سود ہے اور آپ نے ابتک کچھ بھی نہیں کیا۔

ہاں ممکن ہے کہ **منشی عبد الحق** صاحب اور **حافظ محمد یوسف** صاحب اور خان بہادر **فتح علی شاہ صاحب** اور بالآخر **منشی مہتاب دین صاحب سوپر وائزر** یہ جواب دیں کہ انھوں نے بڑی بھاری کتاب عصائے موسیٰ لکھی ہے۔ بہت اچھا۔ لو سنو پہلے ہم بیان کرتے ہیں کہ وہ کیسی کتاب ہے اور اُس میں کیا لکھا ہے اور قوم اور اسلام کو اُس سے کیا فائدہ یا نقصان پہونچا ہے اور غیر قوموں پر اُس نے کونسی حجت پوری کی اور کس قسم کا رعب اُن پر ڈالا ہے۔ پھر اس کے مصنف صاحب اور اس کے مداح بیان فرمائیں اور ہماری غلطی یا بیہودگی اصلاح فرمائیں۔

سنو یہ کتاب محض لغو اور نکمی اور ایسی بیہودہ باتوں کا مجموعہ ہے جنہیں سچی تہذیب اور اصلاح خلق سے کوئی تعلق نہیں۔ بہت سا حصہ اس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات کی نکتہ چینی پر وقف کیا گیا ہے۔ اور ذاتی نکتہ چینی کا مادہ اور مضمون تیار کرنے کے لئے اُن ہی باتوں کو اختیار کیا گیا ہے جو یہودیوں۔ نصرانیوں۔ آریوں۔ اور دیگر مشرکوں نے اولوالعزم نبیوں کی ذوات پاک پر نکتہ چینی کرتے وقت اختیار کیں۔ اور حضرت موعود علیہ السلام پر وہی غیر موزوں ناسزا الفاظ اطلاق کئے گئے ہیں جو بے باک یہودیوں نے حضرت مسیح کی نسبت اور دریدہ دہن نصرانیوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور کمینہ فطرت آریوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت بولے۔ اس کے سوا قرآن کریم کے کوئی حقائق اور معارف اور نکات بیان نہیں کئے جو ایک طالب حق کے دل کو سیراب کر سکیں۔ اپنی طرف سے نئی بات اور اپنے ساتھ مخصوص بات اپنے کچھ الہامات پیش کئے ہیں جو اپنے الفاظ میں صامت اور اخرس ہیں مگر اُن کی تفسیر کے وقت ملہم صاحب زور سے اعتراف کرتے ہیں کہ مجھے ان کی تفہیم پر کوئی وثوق ہی نہیں۔ یوں آپ اپنے ہاتھ سے اپنی ساری کارروائی کی مٹی پلید کرتے اور اپنا ساختہ پرداختہ سارے کا سارا برباد کرتے ہیں۔ اسلام اور قوم کو اس سے یہ نقصان پہونچا ہے (اگر اس کی کوئی قبولیت ہوتی اور قلوب میں اس کا کوئی وزن ہوتا مگر تجربہ بتا رہا ہے کہ یہ کتاب ایک بے حیثیت محض ثابت ہوئی ہے اسلئے اس کا عدم وجود برابر ہی) کہ ایک عظیم الشان طریق کے خلاف چلتی اور اُس حق کی نسبت کفر بکتی ہے جو خدا نے صدیوں کے بعد اسلام اور مسلمانوں کے لئے تیار کیا۔ اور جس پر آج اُن کے دین و دنیا کی فلاح و صلاح موقوف ہے اور پھر اُس طریق کا انکار کر کے خود اپنی طرف سے کوئی راہ اُن کے لئے تیار نہیں کرتی بلکہ اُسی مشرکانہ اور مبتدعانہ راہ کی طرف بلاتی ہے جسے درمیانی زمانہ میں سلف صالحین کے خلاف **فیج اعوج** نے تیار کیا یعنی دجال کو خدائی طاقتیں دینا اور خونی مہدی اور یاجوج ماجوج کے متعلق علم صحیح اور تجربۂ حقہ اور کلام اللہ کے خلاف تمام بے سروپا قصوں اور افسانوں پر ایمان لانا اور حضرت مسیح علیہ السلام کو جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر ماننا اور اُن کو خالق اور محیی اور شافی اور عالم الغیب ماننا اور اس طرح ظلم عظیم یعنی نصرانیت کو مدد اور تقویت دینا اور ثابت کرنا کہ اسلام میں کوئی قوت قدسی نہیں اور دوسرے مذاہب میں اور اس میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں۔ جیسے خشک الفاظ اور دعوے دوسرے باطل مذہبوں میں ہیں ویسے ہی اسلام میں ہیں۔ اسوقت

کوئی مقتدر ہاتھ اس کا محافظ نہیں
جو حجۃ بالغہ سے تمام دینوں پر اس
کا غلبہ ثابت کرے وغیرہ وغیرہ
اس طرح اس نا شدنی کتاب نے
مسلمانوں کو نقصان پہونچایا اور
معًا غیر قوموں کو دلیر کیا۔ اس لئے
کہ نصرانیوں کو ان کے کفر میں مدد
دی اور انھیں اس گستاخی اور بد
زبانی میں جو وہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی نسبت کرتے ہیں خوب
دلیر کیا۔ ان کے اس اعتقاد کو کہ
**مسیح زندہ رسول اور زندہ
خدا ہے** وہ خالق اور شافی
اور عالم الغیب ہے اور یہ سب
کچھ قرآن سے ثابت ہے الٰہی
بخش کی کتاب **عصائے موسیٰ**
نے **تقویت دی**۔ وہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو مردہ رسول
کہنے میں اور بھی دلیر ہو گئے ان
کے نزدیک ان کے کفریات کی
تردید میں اسلام کے پاس کوئی حربہ
نہ رہا۔ **تکاد السموات
یتفطرن منه وتنشق الارض**
غرض اس کتاب میں یہ کچھ ہے اور
یہ فائدہ اس سے قوم کو پہونچا ہے
اب اگر یہ بیان حق نہیں تو مصنف
صاحب اور ان کے اعوان دلائل
سے اس کی تردید کریں اور اس کی
خوبیوں کے بیان کرنے میں ایمان
اور قلم کے جوہر دکھائیں۔ اسقدر
اس پر فخر کیا جاتا ہے کہ اس کتاب
نے خدا تعالیٰ کے اپنے ہاتھ سے
قائم کیے ہوئے سلسلہ کو نقصان
پہونچایا ہے۔ لیکن یہ نہیں بتایا
جاتا کہ کونسا علمی سلسلہ پیش کیا ہے
ضرورت حقہ اور وقت کی مانگ
کے پورا کرنے کے لئے کون سے
سامان پیش کیے ہیں جنکی خوبصورتی
اور کمال کو دیکھکر لوگ بول اٹھے
ہیں کہ بیشک حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی کارگذاری اور خدمات
دین سے یہ باتیں بڑھکر ہیں۔ کوئی
خدا ترس طالب حق خوب چھان بین
کر کے دیکھ لے ایک ہی سب سے
بڑا مضمون اس میں نکلے گا جس کے
سوا اور کچھ بھی نہیں اور وہ ہے
حضرت مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام
کی ذاتیات پر نکتہ چینی۔ اس کی
نسبت ہم نے پہلے بھی لکھا ہے
اور اب بھی جیسا کہ عنوان میں اشارہ
کیا گیا ہے ایک بات لکھتے ہیں
جو ہم میں اور عصائے موسیٰ کی قوم
میں حَکَم اور قول فیصل ہوگی اور
امید ہے کہ اس کے بعد یقینًا انکی
اور ہماری نزاع مٹ جائے گی
اور وہ یہ ہے منشی الٰہی بخش صاحب
اور ان کے رفیق حضرت مسیح
موعود علیہ السلام کی ذاتیات کی
نسبت سب سے بڑا اور اہم
اور ان کے نزدیک ناقابل جواب
اعتراض انتخاب کریں اور اسے
مشتہر کریں ہم خدا تعالیٰ کے فضل پر
دعویٰ کرتے ہیں کہ وہی اعتراض
بلاکم وکاست ان معترضوں کی فہرست
میں دکھا دیں گے جنھوں نے خدا
تعالیٰ کے برگزیدہ اولوالعزم نبیوں کی
ذاتیات پر نکتہ چینی کی ہے۔ اسلئے
کہ علی وجہ البصیرۃ ہم دعویٰ کرتے
ہیں کہ ہمارے امام حضرت مسیح
موعود علیہ السلام اسی برگزیدہ جماعت
کے ایک کامل فرد ہیں بنا بریں علی ہذا
ضروری ہے کہ ان کی ذات کی نسبت
بھی وہی نکتہ چینی اور اعتراض ہوں
جو ان برگزیدوں کی نسبت ہوئے
تاکہ سارے خدائی سلسلوں میں
پوری مطابقت اور مشابہت ثابت
ہو جائے۔ اور کوئی بھی ایسا اعتراض
ہمارے امام کی ذات پر نہیں جو کسی
نبی پر نہ کیا گیا ہو۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے
اور ہم خدا کے حاضر و ناظر کو گواہ
رکھکر کہتے ہیں کہ ہم ایمان اور بصیرت
سے اس پر قائم ہیں۔ اب اس
ہمارے دعوے کو توڑ دینا گویا
ہمارے اعتقاد اور ہمارے سلسلہ
کی بنیاد میں پانی پھیر دینا ہے۔ اس
سلسلہ کے دشمنوں کے لئے اب میدان
صاف ہو گیا ہے اور جس ہتھیار پر وہ
ہمیشہ ناز کرتے تھے ہم نے خود اسکے
صفائی سے چلانے کا موقعہ دیدیا ہے
اب اگر خدا کا خوف اور حقوق خلق کا
پاس ہے تو اٹھیں اور اس بات
میں ہم سے فیصلہ کر لیں۔ اور اگر
اب نہ اٹھیں اور کوئی بڑا اعتراض
پیش نہ کریں اور اس کو مدار فیصلہ نہ
ٹھہرائیں تو ہماری طرف سے حجت
ان پر پوری ہو گئی خدا ترس دیکھ
لیں گے کہ کہاں تک یہ لوگ راستی
پر ہیں اور انھیں حق سے کہانتک
سروکار ہے۔ یقینًا یاد رکھو کہ حق
غالب ہوگا اور مسیح موعود جیت
جائے گا۔ **یہ خدا کا مرسل
ضرورت کے وقت اور ضرورت
حقہ کے سامانوں کے ساتھ
آیا ہے یہ اس دنیا سے نہیں
اٹھے گا جب تک راستی
اپنے پیروں پر آپ چلنے
نہ لگ جائے گی۔ دشمنوں
کی نکتہ چینیاں عبث اور ان
کی کوششیں رائگاں ہیں اور کا
غیور خدا ہر دم اس کے
ساتھ ہے جس نے اسے
بھیجا ہے۔**

فالحمد للّٰہ رب العلمین

عاجز عبد الکریم از قادیان ۳۰ اپریل ۱۹۰۱ء

فٹ نوٹ۔ عصائے موسیٰ کے نادان مصنف نے
جو اعتراضات حضرت اقدس حجۃ اللہ پر کئے ہیں
وہ تین قسم کے ہیں یا تو ایسے ہیں کہ اپنی کم بصیرتی
اور جہالت کی وجہ سے انکو سمجھ ہی میں نہیں آیا
اور یا محض افترا اور بہتان اور یا ایسے ذاتی
اعتراض ہیں جو پہلے اولوالعزم نبیوں پر کئے
گئے ہیں منہ

غلطی کی اصلاح

الحکم نمبر ۱۵ جلد ۵ - ۲۴ اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۲ میں جو نوٹس بعنوان۔ کتب خانہ اور مطبع کا انتظام دیا گیا اُس میں غلطی واقع ہو گئی جس کی اصلاح کرنی بعد تنبّہ کے میرا فرض ہے - اُس کا یہ فقرہ "دو کتابوں پر جو کچھ خرچ ہوتا اُس کا عشر عشیر بھی وصول نہ ہوتا تھا" میرے مکرم قابل تعظیم امین صادق اور متقی دوستوں صاحبزادہ منظور محمد صاحب اور صاحبزادہ سراج الحق صاحب کی دل آزاری کا موجب ہوا - اس لئے کہ اس سے قبل کتب خانہ کا اہتمام منظور محمد صاحب کی تفویض میں تھا اور علالت کی وجہ سے انھوں نے تھوڑی مدت سے پیر سراج الحق صاحب کو بارشاد حضرت اقدس سپرد کر دیا تھا اور اس فقرہ سے ناخواستہ گویا یہ مترشح ہو سکتا تھا یا سمجھا جا سکتا تھا کہ ان دونوں صاحبوں نے نعوذ باللہ کتب خانہ کے معاملہ میں کوئی تفریط کی جس کی وجہ سے اس کا اہتمام اُن سے لیا گیا - میرا مطلب اس فقرہ سے صرف اتنا تھا کہ کتابوں پر جو کچھ خرچ ہوتا ہے اس کی بنسبت وصول کم ہوتا ہے اور صاحبزادہ منظور محمد صاحب بوجہ اپنی سخت علالت اور نیز دیگر مصروفیتوں کے وجہ سے اور پیر سراج الحق صاحب بھی عدیم الفرصتی کے سبب سے اس بوجھ سے سبکدوش ہوتے ہیں۔ اس لئے اب حضرت نے یہ انتظام حکیم فضل الدین صاحب کے سپرد کیا ہے جو بسبب فراغت کے بالکلیہ اسی طرف متوجہ رہیں گے - میں سچے دل سے یقین رکھتا ہوں کہ پیر سراج الحق صاحب اور پیر منظور محمد صاحب پورے درجہ کے امین اور راست کار اور ہر طرح کے وہم اور ظنّت سے پاک ہیں واللہ حسیبہما - مجھے افسوس ہے کہ میری لغزشِ قلم ان دو بزرگوں کی دل آزاری کی موجب ہوئی میں خدا کے غضب سے جو دل کی شرارتوں اور بیجا نکتہ چینیوں اور مخلوق کی ناروا دل آزاریوں اور ناحق کی اشتعالکو سے پیدا ہوتا ہے اور اپنے ہم جنسوں کے غلبہ اور تسلیط اور صولت سے اسی رکن شدید کی پناہ میں بھاگتا ہوں - وہ غفار میری پردہ پوشی کرے اور اپنی ستاری سے میرے اندرونی کوڑھوں کو ابنائے جنس کی آنکھوں میں طشت از بام ہونے سے روک دے - آمین

عاجز عبد الکریم از قادیان ۲۴ اپریل ۱۹۰۱ء

طاعون اور اُس کا علاج

طاعون پنجاب کے مختلف اضلاع میں بکثرت پھیل رہا ہے اس موسم میں اس کی کثرت اور شدت نے ایک غیر معمولی خوف دلا دیا ہے مگر افسوس ہے تو یہ ہے کہ لوگوں کو اگر خوف اور فکر پیدا ہوا ہے تو وہ صرف اپنی جان اور ان خطرات کا ہے جو اس سے پیدا ہوتے ہیں ورنہ چاہیئے تو یہ تھا کہ جیسا کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متنبہ کیا تھا یہ لوگ ایک پاک تبدیلی کرتے + ہم نے حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کا وہ اعلان جو حال میں شائع کیا گیا ہے الحکم میں شائع کر کے اپنے معاصرین سے درخواست کی تھی کہ وہ بھی خلق اللہ کی ہمدردی کی بنا پر اسکو شائع کر دیں تا ایسی سلیم الفطرۃ سعید کو فائدہ پہونچ جاوے - مگر افسوس ہے کہ بجز دو چار معاصرین کے جنھوں نے ہمدردی خلق کے لئے دل میں درد محسوس کیا دوسروں نے عدم توجہی سے ہی کام لیا - آج ہم طاعون کے علاج کے متعلق اس حصہ کو درج کرتے ہیں جو **تریاق الٰہی** کے اعلان میں شائع کیا گیا تھا حضرت حجۃ اللہ نے تریاق الٰہی نام جو دوا طاعون کے لئے اڑھائی ہزار روپیہ کے صرف سے طیار کی تھی اور مفت تقسیم کی تھی وہ تو چونکہ اب باقی نہیں رہی اسلئے حضور نے اسی اشتہار میں اس دوائی کے نہ ملنے کی صورت میں جو کچھ علاج لکھا تھا اسے درج کرتے ہیں اور معاصرین سے امید کرتے ہیں کہ وہ پبلک کی خیرخواہی کے لئے اسکو شائع کر دیں گے

علاج یہ ہے

عمدہ جدوار کو سرکہ میں پیس کر بقدر سات رتی بڑوں کے لئے اور بقدر دو رتی چھوٹوں کے واسطے گولیاں بنائیں اور صبح و شام اس دوا کے ساتھ کھائیں۔

کیمفر کو ۱۵ قطرہ وائینم اپیکاک ۹ قطرہ سپرٹ کلوروفارم ۱۵ قطرہ عرق کیوڑہ ۵ تولہ عرق سلطان الاشجار یعنی سرس ۵ تولہ باہم ملا کر اور تین چار تولہ پانی ڈالکر گولی کھانے کے بعد پی لیں - اور یہ خوراک اول حالت میں ہے ورنہ حسب برداشت کیمفر کو ۶۰ بوند تک اور وائینم اپیکاک ۴۰ بوند تک اور سپرٹ کلوروفارم ۶۰ بوند تک اور عرق کیوڑہ ۲۰ تولہ تک اور عرق سرس یعنی سلطان الاشجار ۲۵ تولہ تک ہر ایک شخص استعمال کر سکتا ہے۔

بلکہ مناسب ہے کہ وزن بیان کردہ کے اندر اندر حسب تجربہ تحمل طبیعت ان ادویہ کو بڑھانے جائیں کہ پورا وزن ہو کر جلد طبیعت میں اثر کرے مگر بچوں میں بلحاظ عمر کے کم مقدار میں دینا چاہیئے۔

حتی المقدور ہر روز غسل کریں اور پوشاک بدلیں اور بدررویں گندی نہ ہونے دیں اور مکان کے اوپر کی چھت میں رہیں اور مکان صاف رکھیں اور خوشبودار چیزیں عود وغیرہ گھر میں جلاتے رہیں اور کوشش کریں کہ مکانوں میں تاریکی اور حبس ہوا نہ ہو اور گھر میں اس قدر ہجوم نہ ہو کہ بدبی عفونتوں کے پھیلنے کا احتمال ہو۔ جہانتک ممکن ہو گھروں میں لکڑی اور خوشبودار چیزیں بہت جلائیں اور گھر میں بہت سے اپلے کوئیے اور چونہ بھی رکھیں اور اس قدر گھر کو گرم رکھیں کہ گویا گرمی کے موسم سے مشابہ ہے اور دروج عقربی کے ہار پرو کر دروازوں پر لٹکا دیں اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ خدا تعالے سے گناہوں کی معافی چاہیں دلکو صاف کریں اور نیک اعمال میں مصروف ہوں استغفار بہت پڑھیں۔

اس کے علاوہ حضرت اقدس نے اسی اعلان میں **مرہم عیسیٰ** کے استعمال کو بھی علاج میں داخل فرمایا ہے یہ وہ مرہم ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان چوٹوں کے لئے بنائی گئی تھی جب کہ نااہل یہودیوں نے آپ کو صلیب پر کھینچا تھا اور آپ بفضلہ تعالیٰ اس پر سے زندہ بچ گئے تھے یہی مرہم مبارک چالیس دن تک آپ کے صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپ کو شفا بخشی گویا دوبارہ زندگی ہوئی یہ مرہم طاعون کی سب قسموں کے لیئے فائدہ مند ہے جب یہ مرض لعوذ باللہ نمودار ہو تو اس مرہم کو لگانا شروع کر دیں یہ مادہ کی مدافعت کرتی ہے اور پھنسی یا پھوڑے کو طیار کر کے ایسے طور پر پھوڑ دیتی ہے کہ اس کی سمیت دل کی طرف رجوع نہیں کرتی اور نہ بدن کی طرف پھیلتی ہے

الغرض
مراد ما نصیحت بود کردیم

واقعات صحیحہ

یعنی پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کا حضرت امام ہمام خیر الانام مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کے بالمقابل تفسیر القرآن سے انکار و فرار اور اس کے لاہور کی آمد و رفت کا سچا فوٹو اور اسکا ضمیمہ یہ دونوں رسالے انجمن فرقانیہ لاہور نے چند رسائل جو بعد تقسیم کے اس کے پاس تھے مدرسہ کے لئے بھیجے ہیں سو کمیٹی نے تمام واقعات صحیحہ معہ ضمیمہ کے قیمت ۲/ اور بلا ضمیمہ ۱/ مقرر کر دی ہے درخواستیں پاس **حکیم فضل دین مہتمم کتب خانہ حضرت** آنی چاہئیں

جس طرح سورج کسی کے روکنے سے رک نہیں سکتا اسی طرح صدق اپنی چمکار دکھانے سے کب رک سکتا ہے۔

ڈائری
حضرت امام ہمام علیہ السلام

منشی الٰہی بخش صاحب وغیرہ لوگوں کی اپنی بعض حالتوں سے دھوکا کھا جانے کی نسبت گفتگو تھی اسپر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

د عام طور رویا اور کشف اور الہام ابتدائی حالت میں ہر ایک کو ہوتے ہیں۔ مگر اس سے انسانکو یہ دھوکا نہیں کھانا چاہیئے کہ وہ منزل مقصود کو پہونچ گیا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ فطرت انسانی میں یہ قوت رکھی گئی ہے کہ ہر ایک شخص کو کوئی خواب یا کشف یا الہام ہو سکے۔ چنانچہ دیکھا گیا کہ بعض دفعہ کفار ہنود اور بعض فاسق فاجر لوگوں کو بھی خوابیں آتی ہیں اور بعض دفعہ سچی بھی ہو جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے خود ان لوگوں کے درمیان اس حالت کا کچھ نمونہ رکھدیا ہے جو کہ اولیاء اور انبیاء اللہ میں کامل طور پر ہوتا ہے تاکہ یہ لوگ انبیا کا صاف انکار نہ کر بیٹھیں کہ ہم اس علم سے بے خبر ہیں۔ اتمام حجت کے طور پر یہ بات ان لوگوں کو دی گئی ہے تاکہ انبیا کے دعاوی کو سنکر حریف اقرار کرتے کہ ایسا ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس بات سے انسان بالکل ناآشنا ہوتا ہے اس کا وہ جلدی انکار کر دیتا ہے۔ مثنوی رومی میں ایک اندھے کا ذکر ہے کہ اسنے یہ کہنا شروع کیا کہ آفتاب در اصل کوئی شے نہیں لوگ جھوٹھ بولتے ہیں اگر آفتاب ہوتا تو کبھی میں بھی دیکھتا۔ آفتاب بولا کہ اے

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت امام الزمان کی تصنیف [illegible] نے تصنیف کر لیا ہے - عنقریب شائع ہوگا - [illegible]

اندھے تو میرے وجود کا ثبوت مانگتا ہے تو پہلے خدا سے دعا کر کہ وہ تجھے آنکھیں بخشے۔ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ اگر وہ انسان کی فطرت میں یہ بات نہ رکھ دیتا تو نبوۃ کا مسئلہ لوگوں کو کیونکر سمجھ میں آتا ابتدائی رویا یا الہام کے ذریعہ سے خدا بندہ کو بلانا چاہتا ہے مگر وہ اس کے واسطے کوئی حالت قابل تشفی نہیں ہوتی۔ چنانچہ بلعم کو الہامات ہوتے تھے مگر اللہ نے اس فرمان سے کہ لو شئنا لرفعناہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کا رفع نہیں ہوا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور میں وہ کوئی برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ ابھی تک نہیں بنا تھا۔ یہاں تک کہ وہ گر گیا۔ ان الہامات وغیرہ سے انسان کچھ بن نہیں سکتا۔ انسان خدا کا بن نہیں سکتا جب تک کہ ہزاروں موتیں اس پر نہ آویں اور بیضہ بشریت سے وہ نکل نہ آئے۔ اس راہ میں قدم مارنے والے انسان تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو دین العجائز رکھتے ہیں یعنی بڑھیا عورتوں کا سا مذہب۔ نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں اور توبہ و استغفار کر لیتے ہیں۔ انہوں نے تقلیدی امر کو مضبوط پکڑا ہے اور اس پر قائم ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو اس سے آگے بڑھ کر معرفت کو چاہتے ہیں اور ہر طرح کوشش کرتے ہیں اور وفاداری اور ثابت قدمی دکھاتے ہیں اور اپنی معرفت میں انتہائی درجہ کو پہنچ جاتے ہیں اور کامیاب اور بامراد ہو جاتے ہیں۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین العجائز کی حالت میں رہنا پسند نہ کیا اور اس سے آگے بڑھے اور معرفت میں قدم رکھا مگر اس منزل کو نباہ نہ سکے اور راہ ہی میں ٹھوکر کھا کر گر گئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ ان لوگوں کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس کو پیاس لگی ہوئی تھی اور اس کے پاس کچھ پانی تھا پر وہ پانی گدلا تھا تاہم وہ پی لیتا تو مرنے سے بچ جاتا کسی نے اس کو خبر دی کہ پانچ سات کوس کے فاصلہ پر ایک چشمہ صاف ہے پس اس نے وہ پانی جو اس کے پاس تھا پھینک دیا اور وہ صاف چشمہ کے واسطے آگے بڑھا پر اپنی بےصبری اور بدبختی اور ضلالت کے سبب وہاں نہ پہنچ سکا دیکھو اس کا کیا حال ہوا وہ ہلاک ہو گیا اور اس کی ہلاکت نہایت ہولناک ہوئی۔ یا ان حالتوں کی مثال اس طرح ہے کہ ایک کنواں کھودا جا رہا ہے پہلے تو وہ صرف ایک گڑھا ہے جس سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ آنے جانے والوں کے واسطے اس میں گر کر تکلیف اٹھانے کا خطرہ ہے پھر وہ اور کھودا گیا یہاں تک کہ کیچڑ اور خراب پانی تک وہ پہنچا پر وہ کچھ فائدہ مند نہیں۔ پھر جب وہ کامل ہوا اور اس کا پانی صفا ہو گیا تو وہ ہزاروں کے واسطے زندگی کا موجب ہو گیا۔ یہ جو فقیر اور گدی نشین بنے بیٹھے ہیں یہ سب لوگ ناقص حالت میں ہیں۔ انبیاء مصفا پانی کے مالک ہو کر آتے ہیں جب تک خدا کی طرف کوئی کچھ لے کر آوے تب تک بیسود ہے۔ الٰہی بخش صاحب اگر موسیٰ بنتے ہیں تو ان سے پوچھنا چاہئیے کہ ان کے موسیٰ بننے کی علت غائی کیا ہے جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ مزدور کی طرح ہوتے ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچانے کے لئے قدم آگے بڑھاتے ہیں اور علوم پھیلاتے ہیں اور کبھی تنگی نہیں کرتے اور سست اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھتے۔

(محمد صادق)

بیعت

محمد سعید اللہ صاحب۔ منگلور۔ ہزارہ
مولوی غلام قادر صاحب مدرس۔ ملکانہ خانہ
عبد العزیز صاحب ولد غلام محی الدین صاحب عرائض نویس جہلم
پیر مبارک شاہ صاحب۔ نلوک۔ شاہ پور ڈاکخانہ کہٹہ۔
حافظ فتح محمد صاحب ،، قاضی دین محمد صاحب ،،
عبد اللہ صاحب ،، حافظ رمضان صاحب ،،
کرم الدین صاحب کشمیری۔ مراد پور سیالکوٹ حال راولپنڈی۔
محمد بخش صاحب ارائیں۔ دچیاد شیخوانوالہ ملتان تحصیل لودھراں۔
ارشاد احمد صاحب۔ لدھیانہ متصل سٹیشن نئی منڈی۔ طالب العلم
اہلیہ و دختران ہمشیرہ مولوی محمد اکرم صاحب ملازم نواب محمد علیخان صاحب مالیر کوٹلہ
ملازم محمد مراد صاحب۔ بیٹر۔ سیالکوٹ
مولوی جمال الدین صاحب ،، اہلیہ ،،
محمد صادق صاحب ،، محمد سعید صاحب ،،
اہلیہ مولوی نظام الدین صاحب ،،
محمد احمد صاحب برادر زادہ ،، ،،
مولوی نصیر الدین صاحب ،، ،،
اہلیہ ،، فرزند ،، دختر ،، ،،
دختران دیگر برادران مولوی صاحب ،،
خدا بخش صاحب نیا گام ہنود نو مسلم نیٹری تلونڈی پاندی گور داسپور۔ حال سیالکوٹ
محمد مراد صاحب۔ قتال پور۔ ملتان ڈاکخانہ سرائے سدھو تحصیل کبیروالہ
اہلیہ مولوی سلطان حامد صاحب ،،
عبد الحق صاحب ولد ،،
سعید اللہ صاحب ولد ،، ،، دختر ،،
والدہ ،،
سلطان صاحب ولد عنایت صاحب نو مسلم ،،
زوجہ شاہ حامد صاحب ،،
غلام مصطفیٰ صاحب امیر پور ،، ،،
پیر بخش صاحب ،، ،،
عبد المجید خان صاحب۔ پالم پور کانگڑہ دفتری دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کانگڑہ۔ دھرمسالہ کوتوالی بازار۔

اطلاع جو صاحب تحریری بیعت حضرت امام علیہ السلام سے کریں وہ اپنا پورا پتہ معہ ولدیت سکونت لقب محلہ ضلع ڈاک خانہ تحصیل مقام حقیقی اور عارضی۔ (امام جامع مسجد ،،) لکھا کریں۔ سراج الحق

مختلف واقعات

آتشزدگی بمبئی سے خبر آئی ہے کہ گذشتہ جمعرات کو خام گاؤں کے کوٹن پریس اور مینوفیکچرنگ کمپنی کے احاطہ میں آگ لگی۔ کارخانہ کے نقصان عظیم کے علاوہ ۱۱۔ آدمی ضائع ہوئے ۶۰ جان بلب ہیں آگ لگنے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی شئے روئی کے ساتھ ملگئی اور رگڑ کھا گئی پھر اس سے شعلہ پیدا ہوا چار گھنٹے میں بمشکل تمام آگ فرو ہوئی۔ نقصان کا اندازہ ۱۵ ہزار روپیہ کے قریب بمقام شیگم میں بھی آگ لگنے سے ½ لاکھ روپیہ کی لاگت کا نقصان ہوا۔ اور دھیساول کے متصل مقام سانڈا میں کوٹن پریس کے جل جانے سے ۷ ہزار کا نقصان ہوا۔

پنجاب میں طاعون۔ دیگر صوبجات میں وبا کمی پر ہے مگر پنجاب میں پھیلتی جاتی ہے ۲۰۔ اپریل کو تحصیل نوشہرہ کے ۴ اور تحصیل پھلور کے ۴ دیہات اور آلودہ ہوئے ہیں جن میں ۱۴ کیس شمار کئے گئے ضلع جالندھر کے دیہات میں ۲۱ اپریل کو کل ۸۲ کیس ہوئے تھے ۲۲ اپریل کو تحصیل پھلور میں ۴ اور تحصیل گڑھ شنکر میں اور نواشہر میں ایک ایک گاؤں اور آلودہ ہوا اسی تاریخکو ریاست کپورتھلہ میں ۲۴ کیس تازہ ہوئے ۲۴ اپریل کو ضلع جالندھر کے دیہات میں ۴۴ کیس ہوئے۔

قصبہ موگا ضلع فیروزپور میں نمونیک پلیگ (الگی قسم کا طاعون) کے ۹ کیس ہوئے۔

ریاست پٹیالہ کے موضع گھمانان کلاں میں طاعون سے ۲۰ موتیں ہوئی ہیں موضع مذکور سرہند سے ۱۰ میل پر ہے میجر ہنڈلی صاحب پولیٹکل آفیسر پٹیالہ انتظام میں مصروف ہیں۔

ضلع جالندھر کی تحصیل ہائے پھلور اور نواشہر کے ۳ دیہات اور آلودہ ہوئے ۲۵ تاریخکو سابق کے طاعون زدہ دیہات میں ۱۵ کیس ہوئے۔ اسی تاریخکو تحصیل گڑھ شنکر کے موضعجات میں ۶ تازہ کیس ہوئے۔

ہفتہ مختتمہ ۲۳ اپریل کی طاعونی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ بعض جگہ کمی ہے مگر تمام صوبہ میں بہیئت مجموعی وبا مائل بکمی ہے اگرچہ نئے نئے مقامات آلودہ ہورہے ہیں تحصیل ہائے نواشہر اور پھلور کے ۱۷ دیہات میں ۴۲ کیس اور ۵ موتیں ہوئیں جب کہ ہفتہ ماسبق میں ۹۵ کیس اور ۲۲ موتیں ۲۶ دیہات میں واقع ہوئیں تھیں

ضلع ہوشیارپور میں تحصیل اونہ بھی لپیٹ میں آئی ضلع مذکور کے ۱۴ دیہات میں ۳۰ کیس اور ۱۲ موتیں واقع ہوئیں۔

تحصیل شنکرگڑھ ضلع گورداسپور کے ۲۲ دیہات میں ۱۳۶ کیس اور ۵۰ موتیں ہوئیں جبکہ ہفتہ ماسبق میں ۲۰۳ کیس ۲۱۷ موتیں ہوئیں تھیں۔ گویا تمام صوبہ کے ۵۰ دیہات میں کل ۴۳۴ کیس اور ۲۹۷ موتیں ایک ہفتہ کے اندر ہوئیں۔

ریاست کپورتھلہ کے ۳ دیہات میں ۱۳۰ کیس اور ۸۸ موتیں ہوئیں

طاعونی بلوہ۔ سیالکوٹ سے افسوسناک خبر آئی کہ وہاں سے ۲۰ میل پر موضع شہزادی میں گذشتہ جمعرات کو ہنگامہ و فساد ہوا سنا ہے کہ وہاں اسوجہ سے سخت ناراضی تھی کہ ایک نیٹو ڈاکٹر معائنہ مریضان کے لئے تعینات کیا گیا تھا اور عورتوں کا معائنہ بھی وہی کرتا تھا کوئی دائی یا لیڈی ڈاکٹر نہ تھی۔ آخر یہاں تک نوبت پہونچی مسٹر ہوبل اسسٹنٹ کمشنر پر حملہ کیا گیا اور صاحب موصوف کو اپنی مدد کے لیئے پولیس کو طلب کرنا پڑا چنانچہ مسٹر میکفرسن ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس دستہ پولیس کے ساتھ گاؤں میں گئے۔ اہل دیہ بڑی تعداد میں مقابلہ کو آئے اور پولیس والوں پر حملہ کیا مسٹر ٹولسٹن صاحب ڈپٹی کمشنر بھی موقع واردات پر پہونچے اور آپ نے یہ دیکھکر کہ پولیس والوں کی نسبت اہل دیہ کی جمعیت کثیر ہے اور وہ جامہ سے باہر مرنے مارنے کو تیار ہیں صاحب آفیسر کمانڈنگ سیالکوٹ سے فوجی امداد طلب کی اور ۲ سکواڈرن رسالہ کے منگائے۔ کرنل منی صاحب بہادر بذات خود رسالہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور ۲۰ میل کی مسافت ۲ گھنٹہ میں طے کی غرضکہ ۱۱ بجے قبل دوپہر رسالہ جا پہونچا لیکن اس عرصہ میں اہل دیہ کا جوش ٹھنڈا ہوگیا تھا اور امن قائم ہوچکا تھا فساد کے سرغنہ گرفتار ہوکر سیالکوٹ میں لائے گئے ہیں ان پر مقدمے قائم ہوں گے طاعون کی وجہ سے سیالکوٹ میں محرم کا میلہ روکدیا گیا ہے اور گردونواح کے لوگوں کو عشرہ کے روز آنے کی ممانعت کی گئی ہے۔

وکیلوں کا لشکر۔ پنجاب گزٹ میں وکلا کی فہرست دیکھنے سے معلوم ہوا کہ صوبہ پنجاب میں ۱۳۰۶ ایڈووکیٹ ہیں جن میں سے ۲۰ یوروپین ہیں اول درجہ کے پلیڈر ۱۹۸۔ اول درجہ کے مختار ۸۔ دوم درجہ پلیڈر ۶۳۳۔ اور درجہ دوم کے مختار ۲۱۷۔ نمبر اکل ۹۲۲ یعنی اچھی خاصی ایک پلٹن کی جمعیت ہے۔ اگر نئے پاس شدگان کے اضافہ کی رفتار

ریویو

افسوس کی بات ہے کہ دیسی اخبارات کی اصطلاح میں ریویو سے مراد صرف چند تعریفی سطریں ہوتی ہیں درانحالیکہ ریویو کی فلاسفی اس سے بلند تر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جہاں ریویو نویس کا یہ فرض ہے کہ مصنف کی کمزوریوں اور کمیوں کی تکمیل کرے وہاں اسکو ان عجیب اور عمدہ باتوں کا اظہار بھی ضروری ہے جو زیر ریویو "تالیف یا تصنیف" میں موجود ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے علی العموم اس ریویو نویسی سے احتراز کیا ہے کیونکہ حق الامر کے سننے کی تاب زمانہ کی بیہودہ کرنے والی آزادی نے بہت کم رہنے دی ہے اور ریویو کے خواستگاروں کی غرض و غایت صرف یہ ہوتی ہے کہ جس قدر ممکن ہو تعریف لکھدی جائے۔ **اخبار رفیق ہند** میں تہذیب نسوان پر ریویو لکھکر ریویو نویسی کا ایک نمونہ دکھایا گیا تھا اور ہم کو امید ہوتی تھی کہ شاید ہمارے معاصرین اسی طرز کو اختیار کریں مگر نہیں وہی طرز اب تک چلا جاتا ہے کہ دو چار تعریف کی سطریں لکھدیں اور بس۔

ہم نے اس کام کو اپنے نزدیک بہت مشکل سمجھا ہوا ہے اس لیئے ہم ان صاحبوں کو مطلع کرنا چاہتے ہیں جو ریویو کے لیئے کتابیں یا اور اشیا بھیجتے ہیں کہ الحکم میں ریویو نویسی کا صیغہ سردست نہیں ہے۔ ایسا ہی ہم ان معاصرین سے بھی معافی چاہتے ہیں جنکو اس امر کی شکایت ہے کہ آپنے بعض معاصرین سلسلے تنگ خیالی کی وجہ سے ریویو نہیں لکھا کسی کی نیت پر حملہ کرنا اور بدگمانی کرنا **اسلام** نے جائز نہیں رکھا پھر نہیں معلوم کہ ان کو کیوں ایسا خیال کرنا پڑا۔ ہاں یہ ہم چاہتے ہیں کہ اخبارات باہم ایک دوسرے سے اشتہار دیدیا کریں تو کوئی مذموم امر نہیں۔ اس بات کے ہم قائل ہیں کہ کیوں خواہ نخواہ ہر ایک ایسی بات کی تقلید کی جائے جو کسی کثیر الاشاعت یا بخیال خویش سربرآوردہ اخبار کے منہ سے نکلے خواہ وہ صحیح ہو یا غلط۔

غرض ہمارا منشا تو اس سے یہ تھا کہ چونکہ وکیل امرتسر کے ہفتہ میں دوبار ہونے کا اعلان اور وکیل کی شکایت کی معذرت کردیں اگرچہ کسی ایسے اخبار کو جو قوم کی خدمت خسارہ اٹھاکر کرنے کا حوصلہ رکھتا ہو کچھ ضرورت نہ تھی کہ وہ بعض معاصرین کے ریویو نہ لکھنے پر لب شکایت کھولے یا تعریف کرنے پر اظہار احسان کے لیئے قومی اخبار کا کچھ بھی حصہ لے تاہم ہم اس امر میں وکیل کی شکایت کو بجا سمجھتے ہیں کہ معاصرین نے کیوں اس کے دوبارہ ہونے کے اعلان کو بطرز خبر بھی نہ لکھا اگرچہ ایسی خواہش ظاہر کرنا بھی وکیل کے لیئے اس کی اشاعت کے دائرہ میں پبلک کی نظر میں ایک اثر ڈالنے والی ہوگی اور ایسے اشتہار کا محتاج سمجھا جاوے گا۔ بہرحال ہم اعلان کرتے ہیں۔

کہ امرتسر کا ہفتہ وار اخبار وکیل جو گذشتہ چھ سال سے جاری ہے اپریل سنہ ۱۹۰۱ء سے ہفتہ میں دوبارہ ہوگیا ہے قیمت صرف معہ سات روپے معہ محصولڈاک ہے درخواست بنام سپرنٹنڈنٹ اخبار وکیل امرتسر ہونی چاہیئے۔

دہلی سے فیلسوف گزٹ نام ایک نیا اخبار جاری ہوا ہے جسکا پہلا اور پھر تیسرا نمبر ہمارے پاس بھی آیا ہے جو لوگ بدقسمتی سے متین اخباروں کو پسند نہیں کرتے اور بیجا نہ طریق پسند کرتے ہیں جو ہمارے نزدیک اظہار مطلب کا بہترین طریق نہیں متانت اور ظرافت میں جو امتیاز ہے وہ خود بتاتا ہے کہ متانت عمدہ جوہر ہے وہ اخبار موصوف کے نام درخواست کر کے دہلی سے منگواسکتے ہیں قیمت ع سالانہ ہے۔

ناول میراں شیخ سدو۔ جھوٹے فسانوں اور ناولوں کی اشاعت کو ہم اپنی جگہ ملک اور قوم کے لیئے بہت مضر سمجھتے ہیں پھر اس ناول کو جو ریویو کے لیئے ہمارے پاس بھیجا گیا ہے کب پسند رکھتے ہیں ہم تو اپنے پڑھنے والوں کو یہی صلاح دیتے ہیں کہ وہ ان دلربا فسانوں سے دور بھاگیں یہ ایک سحر ہے جو کتاب اللہ کو چھڑا دیتا ہے اور کتاب اللہ کو ہی چھوڑنا قوم کے زوال کا موجب ہے کیا اچھا ہوتا اگر قومی حمایت کے دعویدار اخبار اس راز کو سمجھ لینے کی سعی کرتے اور ناولوں اور فسانوں کے اشتہارات اپنے اخباروں سے نکالدیتے۔

ہمارے ناظرین کرام کے سابق ترکی قونصل **حسین کامی** کے سخت افسوسناک خیانت کی واقعہ سے ناآشنا نہیں کیونکہ اس کی یہ ذلت اور خیانت حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک پیشگوئی کی سچائی کی دلیل ہے ناظرین کو اب یہ معلوم کرکے خوشی ہوگی کہ اس ناکام و نامراد حسین کامی کی خیانت کی وجہ سے آیندہ کے لیئے سلطان نے یہ حکم دیا ہے کہ آیندہ ہر قونصل سے اس کے محل انتخاب کی اہمیت کے مطابق ضمانت لی جایا کرے جب تک ذاتی نیک چلنی اور خوش اطواری کیطرف سے کامل اطمینان نہ ہوجائے کسی شخص کو اس عہدہ پر مامور کیا جاوے سو